ہمارے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

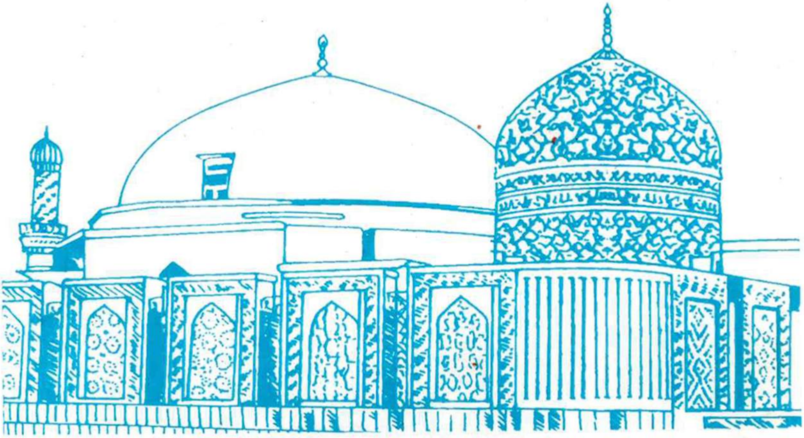

از

سراج السالکین حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماخذ

سراج العوارف فی الوصایا والمعارف

از

سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف، پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

بفیض

حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر

رضا اکیڈمی ۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

سلسلۂ اشاعت نمبر ۵۹۷

نام کتاب .... ہمارے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماخذ..................... سراج العوارف فی الوصایا والمعارف

از .... سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مترجم..................... حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی

سن اشاعت............... ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء بموقع گیارہویں شریف

تعداد اشاعت............ ایک ہزار (۱۰۰۰)

ناشر....................... رضا اکیڈمی، ۵۲، رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فون: 66342156 / 66659236

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماخذ
سراج العوارف فی الوصایا والمعارف

یتیموں، غریبوں، مسافروں، لونڈیوں، غلاموں، ضعیفوں اور معذوروں وغیرہ سے محبت سے پیش آئیں اور ان سے نیکی اور احسان کریں کہ یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت ہے۔ انہیں حقارت سے نہ دیکھیں اور ان سے سخت کام نہ لیں اور اگر (مجبوراً) لیں تو خود بھی ان کے شریک رہیں، جو خود کھائیں وہی انہیں بھی کھلائیں اور ہمیشہ اپنے خاندان کا لباس پہنیں اور وہ یہ ہے کہ سر کے تمام بال منڈائیں کہ یہی بزرگان مارہرہ کی ہمیشہ عادت رہی اور اب بھی ہے اور دو پلی ٹوپی یا گول ٹوپی جس کے دونوں کنارے یعنی گوشے ''لا'' کی شکل تھوڑے کھلے ہوئے ہوں سر پر اوڑھیں اور بدن پر خرقۂ قادریہ پہنیں اور کمر میں سیلی اور سر پر عمامہ باندھیں۔ ستر عورت پاجامہ یا تہبند سے کہ ٹخنے کھلے

رہیں، چھپائیں نہیں اور دو گز لمبا دوپٹہ "لا" کی صورت گلے میں ڈالیں۔
پاجامہ کے علاوہ یہ سارا لباس گیروایا ملاگیری خوشبو یا سیاہ یا دوسرے رنگ کا ہوتو
بہتر ہے۔ کسم اور زعفران سے رنگا ہو حرام ہے، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول،
تصوف، سلوک اور دیگر شرعی کتابوں کے مطالعہ کی عادت ڈالیں اور ان کتابوں
سے مناسبت پیدا کریں۔ دن رات کا اکثر وقت ان کاموں میں صرف کریں۔
شریعت اور طریقت میں اپنے آپ کو صرف مقلد سمجھیں۔ ان دونوں پسندیدہ
طریقوں سے کسی میں بھی ہرگز ہرگز اجتہاد کا دعویٰ نہ کریں۔ شریعت میں حنفی اور
طریقت میں قادری رہیں اور اپنے آپ کو انہیں حضرات کا مقلد جانیں ورنہ
انجام خراب ہوگا اس لئے کہ اس زمانہ میں تقلید چھوڑنے کا انجام الحادو زندقہ ہی
ہے۔ شریعت میں امام اعظم اور طریقت میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے تعلق رکھیں۔ حضرت پیر دستگیر کی غلامی ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں کہ سات پشت
سے خاندان برکاتیہ مارہرویہ خالص غلامی خاندان غوثیہ سے نسبت رکھتا ہے اور
ہم حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موروثی غلام اور نمک پروردہ ہیں۔
حضور غوثیت مآب کو جملہ اولیاء اللہ کا سرگروہ جانیں۔ جیسے انبیاء میں ہمارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ہے ویسے ہی اولیاء میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ وعنہم کی شان جانیں مگر حضرت غوث اعظم خاتم ولایت نہیں ہیں۔ جیسا کہ
ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم نبوت ورسالت بھی تھے اور یہ اعتقاد
رکھیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جملہ اولیاء کرام خواہ حضرت سے پہلے کے
ہوں خواہ حضرت کے زمانے کے، حاضر ہوں یا غائب، سب سے زیادہ فضیلت

والے ہیں۔ غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ میرا قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ کلمات حق حضرت نے اللہ کے حکم سے بحالت ہوش ارشاد فرمائے۔ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنی یہ بلند و بالا شان علانیہ ظاہر فرمائیں۔ یہ حکم تھا کہ جو اسے نہ مانے اس سے ولایت چھین لی جائے اور یہ جو آج کل کے بعض بنے ہوئے صوفی کہ ظاہر میں صوفی اور باطن میں باغی ہیں، جنہوں نے صوفیوں کا لباس محض دکھاوے کے لئے پہن لیا ہے اور حقیقت میں صوفیائے کرام سے کوئی نسبت نہیں رکھتے، یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ مقولہ ہمارے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے ہوشی کی حالت میں ادا ہوا تھا، پس معاذ اللہ اس قول کا کوئی بھروسہ نہیں اور نا قابل توجہ ہے اور بالفرض اگر اس قول کا اعتبار کیا بھی جائے تو اس مقولہ میں لفظ ولی اللہ سے اس زمانہ کے اولیاء بلکہ اس مجلس اور اس وقت کے اولیاء مراد ہوں گے، جو اولیاء اس جلسے سے غائب تھے وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ یہ لوگ (بنے ہوئے صوفی) بغیر کسی ضرورت کے حضور غوث اعظم کے قول کو تمام اولیاء پر لاگو کرنے کے بجائے کچھ خاص اولیاء پر لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ مقولہ تمام اولیاء پر نافذ کیا جائے تو حضور غوث اعظم کی افضلیت ان سے بڑھے ہوؤں پر لازم آتی ہے اور وہ اس طرح کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو چھوڑ کر کہ وہ حضرات تو تمام مخلوق، فرشتوں، جن، انسانوں سے افضل ہیں، حضور غوث اعظم کی افضلیت اپنے سے پہلے والوں میں جملہ صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام اور ائمۂ اطہار پر ثابت ہوتی ہے اور اپنے سے بعد والوں میں سے بھی حضرت امام مہدی علیٰ جدہ و علیہ السلام پر جو

روایات کے اعتبار سے افضل ہیں، ان پر بھی حضور غوث اعظم کی افضلیت نافذ ہوتی ہے۔ لہٰذا لازم یہی ہے کہ اس زمانے کے اولیاء یا اس وقت کے اولیاء یا اس مجلس کے اولیاء مراد لئے جائیں تا کہ اس خدشے سے چھٹکارا ہو ۔ میں (حضرت ابوالحسین احمد نوری) کہتا ہوں کہ ان لوگوں (بناوٹی صوفیاء) کے مذکورہ بالا اقوال مردود ہیں اور ان کی بنیاد حماقت، گمراہی، گستاخی اور بے ادبی پر ہے ۔ ان لوگوں کا ولایت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اگر ان کو ولی مان بھی لیا جائے تو ایسے جھوٹے عقیدہ کی حالت میں ان کی ولایت شیخ صنعاوغیرہ کی طرح سلب ہو جائے گی ۔ اگر کسی کو شبہہ ہو اور کوئی یہ کہے کہ ایسے کلمات دوسرے بزرگوں نے بھی کہے ہیں اس میں غوث اعظم کی خصوصیت نہیں رہی ۔ میں کہتا ہوں کہ اولاً یہ مقولہ کسی بھی بزرگ سے بحکم خدا حالت ہوش میں سرزد نہیں ہوا اور نہ ہوگا اس لئے کہ یہ صرف حضور غوث اعظم سے مخصوص ہے اور متقدمین میں سے کسی نے بھی ان کلمات کی تصریح نہیں کی اور متاخرین زمانہ کے عدل و انصاف کا حال متقدمین کے مقابلے میں معلوم ہے کہ ذرہ اور آفتاب کی نسبت بھی نہیں رکھتے ۔ لہٰذا ہم کس طرح ان کے مقولوں کی سچائی کا یقین کر سکتے ہیں؟ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں تو بھی کسی اور سے یہ مقولہ نہ تو متواتر نقل ہوا ہے اور نہ اولیاء جمہور نے اس کو قبولیت کا درجہ دیا ہے ۔ لہٰذا اس پر نہ حجت کی جا سکتی ہے نہ اسے دلیل بنا سکتے ہیں اور نہ اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں ۔ برخلاف اس کے ہمارے شیخ (حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مقولہ جمہور اولیاء اللہ کی تصانیف سے ہم تک پہنچا ہے ۔ خصوصاً خواجۂ بزرگ سلطان الہند خواجہ معین

الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالا تفاق سارے اولیاء ہند سے زیادہ شرف و بزرگی رکھتے ہیں اور فضیلت میں سب سے ممتاز ہیں، انہوں نے جب حضور (سرکار غوث اعظم) کا یہ مقولہ سنا تو اسی وقت خواجۂ بزرگ پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور اس حال میں ہی ارشاد فرمایا کہ حضور کا قدم میرے سر آنکھوں پر اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام اولیاء اللہ نے اس مقولے کو قبول کیا اور غوث پاک کی عظمت کا اعتراف کیا اور اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور اس قول کے خلاف نہیں گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کے تمام ولیوں بالخصوص سلطان الہند کی تصدیق سے سرکار غوث اعظم کی افضلیت سب اولیاء کرام پر درجۂ یقین تک پہنچ گئی۔

فائدہ حضرت سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات کی سند میں کتاب ''تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر'' ہے جس کے مصنف عبدالقادر بن محی الدین اربلی ہیں جو انہوں نے اپنے مرشد و شیخ سید عبدالقادر غریب اللہ بن سید عبدالجلیل حسنی حسینی احمد آبادی کے حکم سے لکھی۔ اس کتاب کا گیارہواں باب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا حضور غوث اعظم سے فیض پانے کے بارے میں ہے۔ قطب خلائق اور قدوۃ المشائخ امیر محمد حسنی نے ''لطائف الغرائب'' میں قطب العالم نصیر الدین محمود (ان کی قبر کو اللہ تعالیٰ نورانی کرے) کی زبانی ذکر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کے گردن پر ہے تو سارے اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں حضور غوثیت مآب کے قدم کے نیچے رکھ دیں اور خواجہ معین الدین

نے ، جو اس وقت نو جوان تھے اور خراسان کے کسی پہاڑی غار میں ریاضت اور مجاہدہ فرما رہے تھے، اس حکم الٰہی پر اطلاع پاتے ہی تمام اولیاء کرام سے پہلے اپنا سر جھکانے کی جلدی کی اور سر مبارک زمین پر رکھ کر فرمایا کہ ''بلکہ حضور کے قدم میرے سر پر''۔ اللہ عز وجل نے یہ حال حضور غوث اعظم پر ظاہر کر دیا تو حضور غوث پاک نے خواجہ بُزرگ کے بارے میں اولیاء کرام کے مجمع میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے قدم مبارک کے نیچے اللہ کے ولیوں اور دوستوں کے گردن رکھنے میں غیاث الدین کے بیٹے (خواجہ بُزرگ) نے سبقت کی لہٰذا وہ اپنی انکساری اور حسن ادب کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو گیا اور قریب ہے کہ ملک ہندوستان کی حکومت کی باگیں اس کے ہاتھ میں دے دی جائیں۔ اور جیسا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ اور مولانا شیخ محمد جمال الدین سہروردی نے ''سیر العارفین'' میں لکھا کہ پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکٹھا ہوئے اور حضور کی خدمت میں ستاون (۵۷) دن اور رات حاضر رہے اور حضور سے طرح طرح کے فیوض باطنی اور کمالات حاصل فرمائے۔ سید آدم نقشبندی نے ''نکات الاسرار'' میں ذکر کیا کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ کی مجلس مبارک میں اولیاء کرام کی گردنوں پر حضور غوثیت مآب کے قدم مبارک کے رکھے جانے کا ذکر چلا تو حضرت شیخ فرید الدین نے فرمایا کہ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حضور غوثیت مآب کا قدم اپنی گردن پر رکھتا اور فخر کے ساتھ یہ عرض کرتا کہ حضور کا قدم مبارک میری آنکھوں کی پتلی پر۔ اور شیخ حسن

قطبی کے پوتے شیخ نور اللہ نے ''لطائف قادریہ'' میں لکھا کہ خواجہ معین الدین نے سرکار غوث اعظم سے عراق طلب کیا تو حضرت غوث نے فرمایا کہ عراق تو ہم نے (حضرت شیخ) شہاب الدین عمر سہروردی کو دے دیا اور تم کو ہم ہند دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

خاندان صابری چشتی کے عزیزوں میں سے ایک عزیز نے اس ارشاد غوثیہ کے متعلق ایک روز مجھ فقیر سے کہا کہ کلیہ کے اپنے سب جزیات کو یعنی جملہ اولیاء اللہ، حضور غوث اعظم سے اگلے، حضور کے زمانے والے اور حضور کے بعد والوں سب کے لئے (ان کے سوا جو مستثنیٰ ہیں) اس ارشاد گرامی کے یہ معنی لینا اچھا ہے کہ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ پھر دوبارہ تشریف لائیں گے اور یہ سارے انبیاء بالاتفاق جملہ مخلوقات سے افضل ہیں، ان کے استثناء کے بعد اگلوں پر حضور غوث اعظم کا قدم (صحابہٗ کرام، اہل بیت و ائمہٗ کرام) پر ایسے ہے جیسے بیٹے کا قدم باپ پر اور جو حضور غوثیت مآب کے ہم عصر ہیں ان سے لے کر سب پچھلوں پر ایسے ہے جیسے باپ کا قدم بیٹے پر۔ یعنی پہلی صورت میں قدم کو ایسے جانے جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو شفقت سے اس کی سعادت مندی اور نیک بختی کی وجہ سے اپنے کندھے پر بٹھا لے۔ اس صورت میں باپ پر بیٹے کی فضیلت لازم نہیں آتی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کو بت توڑنے کے لئے اپنے مبارک کندھے پر بٹھایا اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے مبارک کندھوں پر سوار کرتے تھے وہی مثل یہاں ہے۔ اور دوسری صورت میں قدم کو ایسے جانے کہ کوئی بیٹا

اپنے باپ کے قدم کو اس کے بلند مرتبہ اور رتبہ کی زیادتی یا اس کی تعظیم اور بزرگی کے لئے اپنے سر پر رکھ لے اس صورت میں البتہ باپ کی فضیلت بیٹے پر ہے اور یہی افضلیت یہاں مقصود ہے۔ پس اس تاویل کے لحاظ سے اس ارشاد غوثیہ کو عام کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ یہاں پر ان عزیز کا مقولہ ختم ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ یہ تاویل بھی ممکن ہے مگر اس کی کوئی حاجت نہیں ہے کیونکہ غوث اعظم کا ارشاد ہے قدمی هذا علیٰ رقبة كل ولی الله. اور سارے پیغمبر مع عیسیٰ علیہم السلام لفظ انبیاء اور رسول سے مشہور ہیں اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لفظ صحابہ سے معروف اور اہل بیت عظام لفظ اہل بیت سے موسوم اور ائمۂ اہل بیت علیٰ جدہم وعلیہم السلام لفظ امام سے معروف ہیں اور کلمہ ''ولی اللہ'' ان سب بزرگان دین پر لاگو ہوتا ہے جو ان کے بعد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھی صحابہ کہے جاتے ہیں پھر جب ایک جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت سے مشرف ہوئی تو انہیں تابعین کہنے لگے، جو ان کے بھی بعد تھے ان کو تبع تابعین اور ان کے بعد والے خواص امت کو زاہد عابد کہنے لگے اور خواص قوم صوفیہ اور تصوف کے نام سے مخصوص ہوئے اور یہ نام دوسری صدی ہجری کے بعد رائج ہوا۔ حضرت ابو ہاشم سب سے پہلے شخص ہیں جنہیں صوفی کہا گیا۔ لہٰذا ''ولی اللہ'' کے لفظ سے بغیر کسی تاویل کے یہ سب یعنی انبیاء وصحابہ واہل بیت وائمہ سب کے سب خود بخود مستثنیٰ ہیں۔

تنبیہ بعض احمق حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کو حضور پرنور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں کہ اس جگہ ذات سے

نسبت ہے اور یہاں صفات سے ۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب پاک روح اللہ ہے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب مبارک روح الحق ہے ۔ یہاں کیا کہیں گے؟ اور تحقیق یہ ہے کہ محبوبیت ذاتیہ کا یہ مقام تمام محبوبوں کے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے ۔ کسی دوسرے کو اس اعلیٰ مقام سے کوئی حصہ ملا ہے تو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا عکس اور سایہ ہے ۔ حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب حبیب اللہ ہے جو نفس ذات کی طرف نسبت ہے جب اس کا عکس ہمارے آقا سیدنا غوث اعظم پر جگمگایا تو آپ نے اپنا لقب محبوب سبحانی رکھا جس کا بھید جاننے والوں سے چھپا ہوا نہیں ہے ۔ حضور غوث اعظم کے بعد جب حضرت محبوب الٰہی کو بھی اس نعمت کے دریا سے حصہ ملا تو آپ نے صفات کی طرف نسبت کو پسند نہ کیا کہ حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے برابری کا خیال پیدا نہ ہو بلکہ ذات کی جانب نسبت کی کہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برابری کی تو ہرگز ہرگز کوئی صورت میسر نہیں جیسا کہ منبر اقدس کی سیڑھیوں کے لئے وارد ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی سیڑھی پر قیام فرماتے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوسری سیڑھی اختیار کی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تیسری سیڑھی پسند کی اور جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو آپ پہلی ہی سیڑھی پر تشریف لے گئے صحابہ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ کوئی اور سیڑھی نیچے تھی نہیں اگر آخری سیڑھی پر کھڑا ہوتا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے برابری کا خیال پیدا ہوتا اور دوسری سیڑھی پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۔ اب

چونکہ میں پہلی سیڑھی پر چلا گیا تو کسی کو بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری کا خیال پیدا نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ کہ جب صوفیہ کے نزدیک تمام صفات عین ذات ہیں تو دونوں نسبتوں کا حاصل ایک ہی ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کی باریکیوں کی وجہ سے حضرت محبوب الٰہی کو حضور پرنور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ پر فضیلت کلی دینا بڑی نادانی ہے کہ تمام اولیاء کرام سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی فضیلت جلیلہ پر متفق ہیں تو اجماعی مسئلوں کو اس طرح نہیں توڑا جاسکتا جس طرح کہ ان مبارک لقبوں کی وجہ سے ہر دو محبوبوں کو صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام پر فضیلت نہیں دی جاسکتی۔ ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین.

☆☆☆☆☆

پچاس سالہ عرس حشمتی

شیر بیشۂ اہلسنت ، مظہر اعلیٰحضرت، مناظر اعظم حضرت علامہ حافظ و قاری ابوالفتح عبیدالرضا مفتی محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن سے ہزاروں افراد نے راہ ہدایت پائی۔ جنہوں نے اپنے مرشد برحق اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کو عام کرنے کی خاطر وہ کارہائے نمایاں انجام دیا ہے جن کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے مسلک اہلسنت مسلک اعلیٰحضرت کی حفاظت وصیانت کی خاطر آخری دم تک کوشاں رہے اور مخالفین کے مقابل سیسا پلائی ہوئی دیوار کی طرح سینہ سپر رہے۔ ایسے محسن سنیت کی بارگاہ میں جتنا بھی نذرانۂ عقیدت پیش کیا جائے کم ہے۔ اور ابھی حضرت کے عرس ۵۰ رسالہ کا حسین موقع ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان کی تمام کتابیں ان کے ۵۰ رسالہ عرس کے موقع پر شائع کریں۔

انشاء اللہ تعالیٰ خاندان شیر بیشۂ اہلسنت کا ہر فرد ہمارے اس مشن میں ہماری رہنمائی ضرور کرے گا اور حضرت کی جو بھی کتابیں اور روداد مناظرہ ان کے پاس مطبوعہ وغیر مطبوعہ ہوں گی ان کی فوٹو کاپی وہ اپنے معتمد اشاعتی اداروں اور اشاعتی کام کرنے والے حضرات کو ضرور عنایت فرمائیں گے تاکہ ۵۰ رسالہ عرس حشمتی کے موقع پر منظر عام پر آجائیں۔

رضا اکیڈمی ۵۰ رسالہ عرس حشمتی کے موقع پر حضرت کی کتاب ''قہر واجد دیان بر شمشیر بسط البنان'' شائع کرنے کا شرف حاصل کررہی ہے۔

فقط

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

رضا اکیڈمی